فہم سلف

غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

فہم سلف کی مخالفت الحاد و انحراف کو جنم دیتی ہے۔ اسلام کی حقیقی روح سے روگردانی الحاد کہلاتی ہے۔ یعنی جو فکر اسلام کی حقیقی روح کے منافی ہوگی، الحاد ہوگی۔

اسلام کی حقیقی روح کو سمجھنے کے لئے سلف سے رہنمائی لینی پڑتی ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اسلام اپنی اصل حیثیت و کیفیت میں کیا اور کیسا ہے، اس کے احکامات کیا ہیں، معاملات اور مفاہیم کیا ہیں، یہ سب چیزیں معلوم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ و راستہ ہے اور وہ ہے فہم سلف!

تو جو شخص اس رستے کو چھوڑ دے گا، وہ اسلام کی روح کو نہیں پا سکے گا، وہ اپنی عقل سے ٹامک ٹوئیاں مارے گا، اپنے خیالات و فلسفوں کو، اپنے معاشرتی رجحانات کو اور اپنے شہر قبیلے کی تہذیب کو اسلام میں گڈمڈ کر دے گا۔

یوں بھی ممکن ہے کہ وہ انتہائی نیک نیتی سے ایک چیز کو اسلام قرار دے، لیکن وہ اسلام کے مخالف ہو، کیوں کہ صرف نیک نیتی سے کسی گزر چکے واقعے کے احوال معلوم نہیں کئے جا سکتے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسلام کس روپ اور کس حیثیت میں موجود تھا، یہ معلوم کرنے کے لئے آپ ﷺ کے زمانے میں جانا پڑتا ہے، پھر اس زمانے میں ان لوگوں کی طرف جانا ہوگا، جو آپ کے قریب رہے، آپ سے سیکھتے رہے، آپ سے براہ راست اسلامی احکام کو اخذ کیا، آپ کی آنکھوں کے سامنے ان پر عمل کیا، آپ کے زیر سایہ

ان مفاہیم پر تعامل کیا، نماز کیسے ادا کرنی ہے، زکوۃ کا طریق کار کیا ہے، سجدہ اور رکوع کا مقام کیا ہے، یہ سب چیزیں انہیں لوگوں نے نقل کیں، اور انہیں سے ان کا مطلب پوچھا جائے گا، مفہوم سمجھا جائے گا۔

اگر یہ واسطہ درمیان سے نکال دیجئے تو دو چیزیں باقی بچیں گی:

① عقل، عقل سے ماضی کے واقعات سنے اور پرکھے تو جاسکتے ہیں، مگر معلوم نہیں کئے جاسکتے، میں اپنی عقل کو ہزار بار بھی کھپالوں تو بھی یہ نہیں جان سکتا کہ میرے پرداد حضور اپنے گاوں میں کس جگہ ڈیرہ لگایا کرتے تھے، یا ڈیرہ لگاتے بھی تھے یا نہیں لگاتے تھے، جب تک کہ میں کسی معتبر انسان سے سن نہ لوں۔

② لغت، لغت میں مگر ایک لفظ کے دس دس یا بسا اوقات پچاس پچاس معانی ہوتے ہیں، تو کون سا معنی رسول اللہ ﷺ کی مراد تھا، اس کے لئے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں سے پوچھنا پڑے گا اور ان کے تعامل کو دیکھنا پڑے گا، وگرنہ صرف لغت آپ کو انحراف کی طرف بھی لے جاسکتی ہے، اس کی مثال لفظ صلوۃ سے سمجھی جاسکتی ہے، جس کا معنی لغت میں ''سرین کا ہلانا'' ہوتا ہے۔

لیکن صحابہ نے ہم کو سمجھایا کہ یہاں الصلوۃ سے مراد سرین کا ہلانا نہیں، بلکہ ایک مخصوص طریقے سے اللہ کے سامنے قیام رکوع اور سجود کر کے اس کی عبادت کو بجالانا ہے۔

لہذا جب ہم سلف کا رستہ چھوڑ کر اپنی عقل اور لغت کو استعمال میں لائیں گے، تو اکثر اوقات ہم الحاد کی طرف نکل جائیں گے۔ اور اگر سلف کے فہم کو ملا کر عقل و لغت کو استعمال میں لائیں گے تو یقیناً ہم خیر پر رہیں گے اور الحاد وانحراف سے بچ جائیں گے۔

یہاں ایک سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ خود سلف بھی تو کئی معاملات میں باہم اختلاف کر

جاتے ہیں، پھر ان کا فہم حجت کیسے ہو گیا؟

تو فہم سلف کے حوالے سے اہل سنت کا مقدمہ سمجھ لیجئے، رسول اللہ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی شخصیت نہیں پائی جاتی، جس سے کبھی کوئی خطا اور غلطی نہ ہوئی ہو، ہر انسان غلطی اور خطا کرتا ہے۔

اہل سنت نے کبھی بھی کسی فرد واحد کے اقوال و افعال کو حجت بنانے کی بات نہیں کی، بلکہ وہ تو ایسی چیزوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ سلف جس چیز پر متفق ہو جائیں، وہ بعد والوں کے لئے حجت بن جاتی ہے اور اس سے روگردانی کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی۔

مثلاً تمام سلف صحابہ اس بات متفق رہے ہیں کہ اللہ عرش پر مستوی ہے، اور اس کا علم ہر جگہ ہے، تو بعد والے اپنی عقل یا لغت یا تعصب سے اس اتفاق کو رد نہیں کر سکتے۔ اس کو رد کرنا گمراہی ہو گا۔

دوسری صورت ان چیزوں پر مشتمل ہے، جن میں سلف صالحین کے درمیان اختلاف ہو گیا ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں دلائل کی بنیاد پر مختلف اقوال کے مابین ایک کو اختیار کیا جائے گا اور دوسرے کو چھوڑ دیا جائے گا۔

مثلاً ایک معاملے میں سلف کے تین اقوال ہیں، تو بعد والے دلائل کی بنیاد پر ان تین اقوال میں سے کسی ایک کو اختیار کر لیں گے، کوئی چوتھا قول جاری نہیں کریں گے، کیوں کہ چوتھا قول جاری کرنے کا مطلب ہو گا کہ تمام سلف صالحین خطا پر تھے، اور یہ قرآن وحدیث کی نصوص کی مخالفت ہے۔

اس کی ایک مثال لیجئے کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کے حوالے سے سلف میں

دوموقف پائے جاتے ہیں:

① مقتدی امام کے پیچھے بالضرور سورت فاتحہ پڑھے گا۔

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے فاتحہ نہ بھی پڑھے تو حرج نہیں۔

اب ان دو آراء میں سے ایک رائے کو دلیل کی بنیاد پر اخذ کیا جائے گا، لیکن اس میں کوئی تیسرا قول جاری نہیں کیا جائے گا، مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھے، اس کے منہ میں خاک! تو ایسی سختی اور تشدد سلف کا طریق کار نہیں، بلکہ وہ اس اختلاف کو سائغ مانتے ہیں اور سلف میں کوئی بھی نماز میں فاتحہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہتا اور نہ ہی کوئی فاتحہ پڑھنے سے روکتا تھا۔ بلکہ اس بات پر سلف کا اجماع ہے کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے والے کی نماز درست ہے۔

مسلک اہل سنت اہل الحدیث کی یہ خوبی ہے کہ انہوں نے کبھی کسی معاملے میں، چاہے وہ عقائد ہوں یا احکام، سلف کی مخالفت نہیں کی، بلکہ وہ سلف کے دین پر قائم ہیں، اگر کسی عالم سے اجتہاداً کوئی ایسی بات ہوگئی ہے، جو سلف کی مخالفت پر مبنی ہے تو وہ اس کی شاذ رائے ہوگی، اس رائے کا مسلک محدثین سے تعلق نہیں ہے، لہذا اس بات کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔

فہم سلف کی دلیل قرآن سے:

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی : ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾، فِيهِ الْإِشَارَةُ إِلَى الْاِقْتِدَاءِ بِالسَّلَفِ الصَّالِحِ .

فرمان باری تعالیٰ: ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ''انعام یافتہ لوگوں کا راستہ'' میں سلف صالحین کی اقتدا کا اشارہ ہے۔

(الإكليل في إستنباط التنزيل، ص 26)

دورِ صحابہ میں علماء زیادہ تھے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ عُلَمَاؤُهُ قَلِيلٌ خُطَبَاؤُهُ، وَإِنَّ بَعْدَكُمْ زَمَانًا كَثِيرٌ خُطَبَاؤُهُ وَالْعُلَمَاءُ فِيهِ قَلِيلٌ.

''آپ ایسے زمانے میں ہیں، جس میں علما زیادہ اور خطبا کم ہیں، جبکہ آپ کے بعد ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، جس میں خطبا زیادہ ہوں گے اور علما کم۔''

(العلم لأبي خيثمة زهير بن حرب: 109، وسندهٗ صحيحٌ)

شرح

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) اس قول کو ''متواتر'' قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّ ابنَ مَسْعُودٍ إِنَّمَا قَصَدَ مَدْحَ الزَّمانِ الَّذِي كَانَ فِيهِ، وَهُوَ عَصْرُ الصَّحَابَةِ وَهُوَ الْقَرْنُ الْمَمْدُوحُ، فَأَثْنٰى عَلَيْهِمْ لِكَثْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ، وَجَلَّ فِقْهُ أَهْلِ ذٰلِكَ الْعَصْرِ إِنَّمَا كَانَ مِنَ الْقُرْآنِ وَالِاسْتِنْبَاطِ مِنْهُ، الَّذِي قَالَ اللّٰهُ فِيهِمْ: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾، وَلَمْ يَكُونُوا أَهْلَ دِيوَانٍ، وَّلَا صَنَّفُوهُ فِي الْقَرَاطِيسِ، وَإِنَّمَا كَانَ عِلْمُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ، وَاسْتِنْبَاطُهُمْ

مِنْ مَّحْفُوظِهِمْ.

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے دور کی مدح وتعریف کر رہے ہیں، یہ صحابہ کا دور ہے، (زبانِ نبوت سے بھی) اس کی مدح وتعریف کی گئی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس زمانے کی تعریف اس لیے کی ہے کہ اس میں بکثرت علما اور فقہا موجود ہیں، اس زمانے والوں کا فہم بہت بلند ہے، کیونکہ ان کا فہم قرآن اور اس کے استنباط کی روشنی میں تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ ''البتہ (قرآن وسنت سے) استنباط کرنے والے (علما) جان لیں گے۔'' صحابہ کرام کے پاس نہ لکھی ہوئی کتابیں تھیں اور نہ انہوں نے خود کچھ لکھا، بلکہ ان کا علم ان کے سینوں میں محفوظ تھا اور ان کا استنباط ان کے حافظے میں تھا۔''

(المسالك شرح مؤطإ الإمام مالك : 225/3)

تفسیر قرآن کے حوالے سے منہج اہل السنہ:

① امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَبِيدَةَ، عَنْ تَفْسِيرِ آيَةٍ قَالَ : اتَّقِ اللّٰهَ، وَعَلَيْكَ بِالسَّدَادِ وَبِالصَّوَابِ، ذَهَبَ الَّذِينَ كَانُوا يَعْلَمُونَ فِيمَا أُنْزِلَ الْقُرْآنُ.

''میں نے امام عبیدہ بن عمرو سلمانی رحمہ اللہ سے ایک آیت کی تفسیر پوچھی، تو فرمایا: اللہ سے ڈریئے، راست روی اور درستگی کو اختیار کیجیے۔ قرآن کی تفسیر کو جاننے

والے (اسلاف دنیا سے) جا چکے ہیں۔‘‘

ﷺ(الزهد والرقائق لابن المبارك والزهد لنعيم بن حماد : 57/2، مصنف ابن أبي شيبة : 30099، تفسير سعيد بن منصور : 44، وسندهٗ صحيحٌ)

صحابہ کا اتباع کیوں ضروری ہے؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (۳۲۷ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُمُ الَّذِينَ شَهِدُوا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيلَ وَعَرَفُوا التَّفْسِيرَ وَالتَّأْوِيلَ وَهُمُ الَّذِينَ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُصْرَتِهِ وَإِقَامَةِ دِينِهِ وَإِظْهَارِ حَقِّهِ فَرَضِيَهُمْ لَهٗ صَحَابَةً وَجَعَلَهُمْ لَنَا أَعْلَامًا وَّقُدْوَةً فَحَفِظُوا عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَلَغَهُمْ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا سَنَّ وَشَرَعَ وَحَكَمَ وَقَضٰى وَنَدَبَ وَأَمَرَ وَنَهٰى وَحَظَّرَ وَأَدَّبَ، وَوَعَوْهُ وَأَتْقَنُوهُ، فَفَقُهُوا فِي الدِّينِ وَعَلِمُوا أَمْرَ اللّٰهِ وَنَهْيَهٗ وَمُرَادَهٗ بِمُعَايَنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمُشَاهَدَتِهِمْ مِنْهُ تَفْسِيرَ الْكِتَابِ وَتَأْوِيلَهٗ وَتَلَقُّفِهِمْ مِنْهُ وَاسْتِنْبَاطِهِمْ عَنْهُ، فَشَرَّفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِمَا مَنَّ عَلَيْهِمْ وَأَكْرَمَهُمْ بِهٖ مَنْ وَضَعَهٗ إِيَّاهُمْ مَوْضِعَ الْقُدْوَةِ، فَنَفٰى عَنْهُمُ الشَّكَّ وَالْكَذِبَ وَالْغَلَطَ وَالرِّيْبَةَ

وَالْغَمزَ وَسَمَّاهُمْ عُدُولَ الْأُمَّةِ، فَقَالَ عَزَّ ذِكْرُهُ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ : ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾، فَفَسَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ ذِكْرُهُ قَوْلَهُ : ﴿وَسَطًا﴾ قَالَ : عَدْلًا .فَكَانُوا عُدُولَ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّةَ الْهُدٰى وَحُجَجِ الدِّينِ وَنَقَلَةَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ .

وَنَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى التَّمَسُّكِ بِهَدْيِهِمْ وَالْجَرْيِ عَلٰى مِنْهَاجِهِمْ وَالسُّلُوكِ لِسَبِيلِهِمْ وَالِاقْتِدَاءِ بِهِمْ فَقَالَ : ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى﴾ الْآيَةَ .

''اصحاب رسول وہ لوگ ہیں، جو نزول وحی کے وقت حاضر تھے، وہ تفسیر اور تاویل سے بخوبی واقف تھے، انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت، دین کی نصرت، اقامت دین اور اظہار حق کے لیے منتخب فرمایا ہے، ان کی صحبتِ نبوی پر رضامندی کا اعلان فرمایا اور انہیں ہمارے لیے اسوہ وقدوہ بنایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وہ بات یاد کی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے وحی ہوئی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنت قرار دیا، مشروع قرار دیا، فیصلہ فرمایا، مستحب قرار دیا، حکم دیا، منع فرمایا، حرام قرار دیا اور ادب سکھانے کے لیے سرزنش فرمائی، صحابہ کرام نے ان باتوں کو محفوظ کیا اور ان میں پختگی حاصل کی۔ یوں صحابہ نے دین کا فہم حاصل کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعیین اور کتاب اللہ کی تفسیر و تاویل، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ....

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اعلان فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ ''اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿وَسَطًا﴾ کا معنی ''عادل'' کیا ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے عادل، ہدایت اور شرعی دلائل کے امام اور کتاب وسنت کے ناقل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ہدایت سے تمسک کرنے، ان کے منہج اور راستے پر چلنے اور ان کی اقتدا کرنے کی ترغیب دی ہے، فرمایا: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى﴾ الْآيَةَ ''جو سبیل مومنین سے ہٹ گیا، ہم اسے اس طرف پھیر دیتے ہیں، جدھر وہ پھرنا چاہتا ہے۔''

(تقدمة الجرح والتعديل :7/1)

اجماع صحابہ

علامہ سعد بن ابی زنجانی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَجْمَعَتْ فِيهِ الصَّحَابَةُ حُجَّةٌ ...... وَتِلْكَ سَبِيْلُ الْمُؤْمِنِيْنَ لِمَنْ سَبَرْ.

''جس پر صحابہ کا اجماع ہو جائے، وہی حجت ہے اور متلاشیان حق کے لیے یہی سبیل مومنین ہے۔''

(سير أعلام النبلاء : 389/18)

اسلام صحابہ سے اخذ کرو

امام ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا الْإِسْلَامَ، فَإِذَا تَعَلَّمْتُمُوهُ فَلَا تَرْغَبُوا عَنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ فَإِنَّهُ الْإِسْلَامُ، وَلَا تُحَرِّفُوا الصِّرَاطَ يَمِينًا وَّلَا شِمَالًا، وَّعَلَيْكُمْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي عَلَيْهَا أَصْحَابُهٗ.

''اسلام کی تعلیم حاصل کرو، تعلیم کے بعد اس سے بے رغبت نہ ہونا، صراط مستقیم کو اختیار کرو، یہی اسلام ہے۔ اس رستے سے دائیں بائیں مت ہونا، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کو لازم پکڑو۔''

(الشريعة للآجري: 300/1، وسندهٗ حسنٌ)

جھگڑے سے بچنے کا رستہ فہم سلف!

① امام ابوبکر محمد بن حسین، آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا سَمِعَ هٰذَا أَهْلُ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُمَارُوا فِي الدِّينِ، وَلَمْ يُجَادِلُوا، وَحَذَّرُوا الْمُسْلِمِينَ الْمِرَاءَ وَالْجِدَالَ، وَأَمَرُوهُمْ بِالْأَخْذِ بِالسُّنَنِ، وَبِمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهٰذَا طَرِيقُ أَهْلِ الْحَقِّ مِمَّنْ وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

''جب یہ حدیث تابعین اور ائمہ مسلمین میں سے اہل علم نے سن لی، تو انہوں نے دین میں حجت بازی یا جھگڑا نہیں کیا، مسلمانوں کو بھی حجت بازی اور جھگڑا

کرنے سے ڈرایا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج پر کاربند رہنے کا حکم دیا، یہ اہل حق کا راستہ ہے، جسے اللہ توفیق دے۔''

(الشّريعة :431/1)

نیز فرماتے ہیں:

إِنِ اعْتَرَضَ جَاهِلٌ مِّمَّنْ لَا عِلْمَ مَعَهُ، أَوْ بَعْضُ هٰؤُلَاءِ الْجَهْمِيَّةِ الَّذِينَ لَمْ يُوَفَّقُوا لِلرَّشَادِ وَلَعِبَ بِهِمُ الشَّيْطَانُ وَحُرِمُوا التَّوْفِيقَ فَقَالَ : الْمُؤْمِنُونَ يَرَوْنَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قِيلَ لَهُ : نَعَمْ؛ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ، فَإِنْ قَالَ الْجَهْمِيُّ : أَنَا لَا أُؤْمِنُ بِهٰذَا، قِيلَ لَهُ : كَفَرْتَ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، فَإِنْ قَالَ : وَمَا الْحُجَّةُ؟، قِيلَ : لِأَنَّكَ رَدَدْتَ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ وَقَوْلَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَقَوْلَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَاتَّبَعْتَ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ، وَكُنْتَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى، وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾(النساء : ١١٥)

''اگر کوئی علم سے بہرہ جاہل یا جہمی کہ جنہیں ہدایت کی توفیق نہیں، شیطان جن سے کھیلتا ہے اور توفیق ہدایت سے محروم ہیں، میں سے کوئی اعتراض کرے کہ کیا مومنین روز قیامت رب تعالیٰ کا دیدار کریں گے؟ تو انہیں کہا جائے گا: جی ہاں، کریں گے، الحمد للہ۔ اگر جہمی کہے کہ میں نہیں مانتا، تو اس سے کہا جائے گا

کہ تو نے اللہ عظیم کا کفر کیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ دلیل کیا ہے؟ کہا جائے گا: کیونکہ تو نے قرآن، سنت، قول صحابہ اور مسلمانوں کے علما کے قول کو رد کیا ہے اور تو نے مومنوں کے علاوہ کسی اور کے رستے کی پیروی کی ہے، تو ان میں سے ہو گیا ہے، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جو ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے علاوہ کسی اور کے رستے کی پیروی کرے، ہم اسے پھیر دیتے ہیں، جدھر وہ پھرنا چاہتا ہے اور (قیامت کے دن) اسے جہنم میں داخل کریں گے، جو بہت برا ٹھکانا ہے۔''

(الشّريعة : 976/2)

② علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ (٦٦٥ھ) فرماتے ہیں:

جَاءَ الْأَمرُ بِلُزُومِ الْجَمَاعَة فَالْمُرَادُ بِهٖ لُزُومُ الْحَقِّ وَاتِّبَاعُهٗ وَإِنْ كَانَ الْمُتَمَسِّكُ بِالْحَقِّ قَلِيلًا وَّالْمُخَالِفُ كَثِيرًا لِّأَنَّ الْحَقَّ الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ الْأُولٰى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَلَا نَظْرَ إِلٰى كَثْرَةِ أَهْلِ الْبَاطِلِ بَعْدَهُمْ.

''(مسلمانوں کی) جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم آیا ہے۔ اس سے مراد حق کو لازم پکڑنا اور اس کا اتباع کرنا ہے، اگرچہ حق والے کم ہوں اور مخالف زیادہ ہوں، کیونکہ جس حق پر مومنوں کی جماعت گامزن ہے، وہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے ہے، بعد والے اہل باطل کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(الباعث على إنكار البدع، ص 22)

③ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : مَنْ لَّمْ يَكُنْ مُتَّبِعًا سَبِيلَهُمْ كَانَ مُتَّبِعًا غَيْرَ سَبِيلَهُمْ، فَاسْتَدَلُّوا بِذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ اتِّبَاعَ سَبِيلِهِمْ وَاجِبٌ، فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّخْرُجَ عَمَّا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ .

''اہل علم کہتے ہیں: جو سبیل مومنین کا اتباع نہیں کرتا، وہ مومنوں کے علاوہ کسی اور رستے کا اتباع کرتا ہے، اس سے اہل علم کا استدلال ہے کہ سبیل مومنین کا اتباع واجب ہے، لہٰذا کسی کے لیے جائز نہیں کہ مومنوں کے اجماعی واتفاقی مسئلہ سے الگ کوئی نظریہ قائم کرے۔''

(الإيمان، ص 139)

④ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعَصْرَ إِذَا كَانَ فِيهِ إِمَامٌ عَارِفٌ بِالسُّنَّةِ دَاعٍ إِلَيْهَا فَهُوَ الْحُجَّةُ، وَهُوَ الْإِجْمَاعُ، وَهُوَ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ، وَهُوَ سَبِيلُ الْمُؤْمِنِينَ الَّتِي مَنْ فَارَقَهَا وَاتَّبَعَ سِوَاهَا وَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى، وَأَصْلَاهُ جَهَنَّمَ، وَسَاءَتْ مَصِيرًا .

''کسی زمانے میں اگر ایک ہی امام ہو، جو سنت کا عالم ہو اور اس کا داعی ہو، تو وہ اکیلا ہی حجت، اجماع اور سواد اعظم ہے اور وہی سبیل المومنین ہے کہ جس رستے سے جدا ہونے والے اور کسی اور رستے کی پیروی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جس طرف وہ پھرنا چاہے، پھیر دیتا ہے اور اسے جہنم رسید کرتا ہے، جو کہ بہت برا

ٹھکانہ ہے۔''

(إغاثة اللّهفان في مصايد الشيطان :70/1)

⑤ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَكُونُ الْمُخَالَفَةُ لِنَصِّ الشَّارِعِ، وَقَدْ تَكُونُ لِمَا أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ، فِيمَا عُلِمَ اتِّفَاقُهُمْ عَلَيْهِ تَحْقِيقًا، فَإِنَّهُ قَدْ ضَمِنَتْ لَهُمُ الْعِصْمَةُ فِي اجْتِمَاعِهِمْ مِنَ الْخَطَأ، تَشْرِيفًا لَّهُمْ وَتَعْظِيمًا لِّنَبِيِّهِمْ.

''مخالفت کبھی نص کی ہوتی ہے اور کبھی حقیقی اجماع امت کی، کیونکہ امت کے اجماع کو خطا سے محفوظ ہونے کی ضمانت حاصل ہے، یہ امت کا شرف ہے اور ان کے نبی کی تعظیم۔''

(تفسير ابن كثير : 412/2)

جب کسی عالم کا قول حدیث کے مخالف ہو؟

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲) فرماتے ہیں:

يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَعْدَ مُوَالَاةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ مُوَالَاةُ الْمُؤْمِنِينَ، كَمَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ، خُصُوصًا الَّذِينَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ، يُهْتَدٰى بِهِمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى هِدَايَتِهِمْ وَدِرَايَتِهِمْ، إِذْ كَلُّ أُمَّةٍ قَبْلَ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عُلَمَاؤُهَا شِرَارُهَا، إِلَّا الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ عُلَمَاءَ هُمْ خِيَارُهُمْ، فَإِنَّهُمْ خُلَفَاءُ الرَّسُولِ مِنْ أُمَّتِهٖ، وَالْمُحْيُونَ لِمَا مَاتَ مِنْ سُنَّتِهٖ، فَبِهِمْ قَامَ الْكِتَابُ وَبِهٖ قَامُوا، وَبِهِمْ نَطَقَ الْكِتَابُ وَبِهٖ نَطَقُوا، وَكُلُّهُمْ مُتَّفِقُونَ اتِّفَاقًا يَّقِينًا عَلٰى وُجُوبِ اتِّبَاعِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ إِذَا وُجِدَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمْ قَوْلٌ قَدْ جَاءَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ بِخِلَافِهٖ، فَلَا بُدَّ لَهٗ فِي تَرْكِهٖ مِنْ عُذْرٍ.

''ہر مسلمان پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کے بعد مومنین سے محبت کرنا بھی واجب ہے، جیسا کہ قرآن نے کہہ دیا ہے۔ خصوصا وہ مومنین، جو انبیا کے وارث ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ستارے قرار دیا ہے کہ جن سے خشکی وتری کے اندھیروں میں راہنمائی لی جاتی ہے۔ مسلمانوں کا ان کی ہدایت ودرایت پر اجماع ہے، کیونکہ محمد کریم ﷺ سے پہلے ہر امت کے علما سب سے بڑے شریر تھے، لیکن امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علما سب سے زیادہ خیر والے ہیں۔ وہ امت میں رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں، فوت شدہ سنتوں کو پھر سے زندہ کرنے والے ہیں۔ کتاب اللہ ان سے قائم ہے اور وہ کتاب اللہ سے۔ کتاب اللہ اور ان کا بیان ایک ہے۔ ان سب کا یقینی اجماع واتفاق ہے کہ اتباع رسول واجب ہے، لیکن جب ان میں سے کسی عالم کا قول حدیث صحیح کے خلاف ہو، تو اس عالم کے قول کو ترک کرنے میں کوئی عذر نہیں۔''

(شرح العقيدة الطحاوية، ص491)